Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 01,
Oct – Dec 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

عہدِ نبوی میں خواتین کی تفریحی سرگرمیاں اور شرعی قواعد و ضوابط

Recreational Activities of Women in the Age of Prophet hood and Shariah Rules and Regulations

Dr. Kalsoom Paracha *
Chairperson, Department of Islamic Studies & Arabic,
The Women University, Multan
Khadija Bibi **
M.Phil. Scholar, The Women University, Multan.

Version of Record
Received: 23-08-21 **Accepted**: 28-09-21
Online/Print: 28-Dec-2021

ABSTRACT

The life of the Holy Prophet (ﷺ) has been described in the Holy Qur'an as a excellent example and beautiful role model (أسوة حسنة) which gives us complete guidance for all walks of life. He gave instructions for all the oppressed sections of the society to lead a normal life and established a society based on this guide line, of which women are particularly estimable. Therefore, the Holy Prophet (ﷺ) on one occasion likened women to delicate ornaments and drew attention to their special care. By marrying a number of women, He devised a simple and workable system of education and training for the women of the Ummah through them and provided good manners in this regard. He encouraged to keep them happy, entertained and mentally refreshed and also discouraged putting pressure on them, even though He talked to them lightly and provided them with opportunities for entertainment. He assisted his wives in watching men's sports tricks, and even competed in running with them to entertain them. He has forbade who wanted to stop the young girls from playing the tambourine (a famous ancient Arabic music instrument) on happy occasions.

The article under the above mentioned sheds light on the rights of women to entertainment in Nabavi era and their Shariah rules and regulations in this regard.

Key words: *The role model, Women's entertainment, Mentally refreshment, Happy occasion.*

CC BY

سیرت طیبہ کے بیان میں خواتین کا ذکر بار بارآتا ہے، اور کئی حوالوں سے آتا ہے۔ خواتین کا یہ تذکرہ نہایت اہم موضوع ہے، خصوصیت کے ساتھ ان روایات کوالگ کر کے ان کا تجزیہ کرنے اوران کی اہمیت جاننے کے ضرورت ہے۔ یہ سیرت نگاری کاایک اہم پہلو ہے۔ ہم نے ان سطور میں ان خواتین کا تذکرہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، جن کا عہد نبوی میں، کسی نہ کسی حوالے سے ذکر آتا ہے۔ یہ خواتین عہد مکی میں بھی ملتی ہیں اور عہد مدنی میں بھی۔ ان خواتین صحابیات کے حوالے سے موجود واقعات سیرت درج کیے گئے ہیں اوران کی روایات کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں چند ہی خواتین کا ذکر ممکن ہو سکا ہے، ایسی خواتین کامزید ذکر بھی بہ سہولت میسر آسکتا ہے۔ لیکن ان سطور میں بہ طور مثال اس موضوع کو پیش کرنا مقصود ہے، ان کا استقصا مقصود نہیں۔

تعارف:

تفریح کا مطلب ہے کہ فارغ وقت میں دل جوئی کے لیے کسی سر گرمی کو اختیار کرنا۔ لفظ تفریح اُردو عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اُردو میں اسے خوش طبعی، چہل، ہواخوری، سیر، دل بہلانا، تازگی اور طبیعت کی فرحت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ تفریح طبع سے مراد دل لگی، ہنسی، چہل، کھلی، استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تفریحاً کہنے کا مطلب ہنسی سے، دل لگی سے، بطور خوش مزاجی اور مزاح سے مستعمل ہے۔[1] نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور خلفائے راشدین کا دور سے بھی تفریح کے واقعات سامنے آتے ہیں کہ مسجد نبوی کے صحن میں کھیل وغیرہ کا انعقاد، آپ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کا دوڑ لگانا وغیرہ، اس طرح کی تفریح میں بھی اسلام نے کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی، اس کی ایک قسم شعر وشاعری اور موسیقی وغیرہ بھی ہیں امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ میں اور قسم کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ کھیلوں کے، کھانا پکانے کے، سینے کے، گنتی سیکھنے کے، حساب سیکھنے کے یا اس زمانے کے گھریلو حساب کے ہوتے تھے۔ یہ تمام چیزیں صحابیات میں رائج تھیں اور وہ صحابیات سیکھتی تھیں۔ صحابیات ایک دوسرے سے علم قرآن کا مقابلہ تو تھا ہی۔ علم حدیث کا مقابلہ بھی ہوتا تھا، لیکن اس زمانے کے لحاظ سے جو خالص دنیوی علوم کی چیزیں تھیں جیسے کھانا پکانا یا سینا، ان میں بھی آپس میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا سلسلہ تھا۔

حق تفریح کا لغوی واصطلاحی معنی:

تفریح کا لفظ دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جو "فرح" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی گپ شپ، دل لگی، ہنسی مذاق، خوشی و مسرت، فرحت اور اطمینان وغیرہ حاصل کرنے کے آتے ہیں۔ فرح کے بارے میں علامہ ابن قیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

"الفرح لذة تقع في القلب بإدراك المحبوب"[2]

"کہ محبوب چیز کے پالینے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے، اسی کو فرحت اور خوشی کہتے ہیں"

اس کا مادہ "ف رح" ہے عام طور پر فرح کا مطلب "نقیض الحزن" ہے یعنی غم کا متضاد۔ عربی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: "[3] اس سے مراد دل کا ہلکا پن ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک شادی میں تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ خوشی منا رہے ہیں، بچیاں

ڈھولک پر گا رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک بچی نے گاتے گاتے ایک جملہ کہا کہ: **وفينا نبي يعلم ما في غد۔**[4]

قرآن وحدیث میں حق تفریح کی وضاحت

قرآن وحدیث میں "ف ر ح" مادے سے لفظ فرح اور اس کے مشتقات کا استعمال کئی جگہوں پر ہوا ہے۔ جبکہ لفظ "تفریح" بروزن تفعیل کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں ملتا البتہ قرآن وحدیث میں "تفریح" کا مفہوم واضح ہے۔ اگر یہ خوشی محض قلبی ہو اور احساس نعمت یعنی شکر گذاری سے تعبیر ہو اور اس کے فضل وکرم کے استحضار پر مبنی ہو تو وہ شرعاً مطلوب، مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ قران مجید میں ارشاد ربانی ہے: **قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔**[5] "آپ کہہ دیجیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے ہے، تو چاہیے کہ وہ لوگ خوش ہوں" ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: **فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ۔**[6] "جنتی لوگ خوش ہوں گے، ان نعمتوں پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں" ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: **رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ سَاعَةً**۔[7] "کہ دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **القلوب تمل كما تمل الأبدان فابتغوا لها طرائف الحكمة۔**[8] "دل اسی طرح اکتانے لگتا ہے، جیسے بدن تھک جاتے ہیں، لہٰذا اس کی تفریح کے لیے حکیمانہ طریقے تلاش کیا کرو"

عورتوں کا حق تفریح کا شرعی حکم

اسلام کے تصور تفریح کی بنیاد قرآنی تعلیمات اور احادیثِ نبوی ﷺ پر ہے۔ جس میں حلال وحرام، شرم وحیا اور اخلاقی پابندیوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ جہاں ایک طرف اتنی نمازیں پڑھتے، عبادات کرتے تھے کہ قدمِ مبارک پر ورم آجاتا تھا وہیں آپ ﷺ امہات المؤمنین سے ہنسی مذاق اور دل جوئی بھی کرتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام سستی اور کاہلی کو پسند نہیں کرتا اور چستی اور خوش اخلاقی کو پسند کرتا ہے۔ اسلامی شریعت کی تعلیمات اسبات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ مسلمان اسلامی شریعت کے ان تمام احکام پر خوشی خوشی عمل کرے جو شریعت نے نافذ کیے ہیں عہد رسالت میں اور عہد خلفائے راشدین میں۔ اعمال سستی اور کاہلی کے ساتھ نہ ہو کیوں کہ سستی اور کاہلی کے ساتھ عبادات کو انجام دینا نفاق کی علامت ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: **وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ۔**[9] "منافقین جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں" سستی اور کاہلی بے جا فکر مندی اتنی ناپسندیدہ چیز ہے کہ رسول ﷺ نے ان کاموں سے پناہ مانگی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ دعا فرماتے تھے: **وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ۔**[10] "اے اللہ میں عاجزی اور سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

اسی طرح صحابیات بھی آپس میں ہنستی کھیلتی اور دل لگی کی باتیں کرتی تھیں اور نبی کریم ﷺ بھی ازدواج مطہرات کے ساتھ دل جوئی کرتے تھے۔ کیونکہ تفریح کرنا کوئی ناجائز کام نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اسے مستقل عادت نہ بنالیا جائے کہ عورتیں اپنی ذمہ

داریوں سے غفلت برتنے لگیں اور یہ بھی مناسب نہیں کہ لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ سے کام لے۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے: "تباہی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹی باتیں کرتا ہے۔ اس کے لیے تباہی ہے۔ اس کے لیے تباہی ہے"۔[11] اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ لوگوں کی قدر و منزلت اور عزت کا خیال نہ رکھے اور ان کا مذاق اڑانے لگے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ**۔[12] " اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں"

تفریح اور زندہ دلی و خوش طبعی انسانی زندگی کا ایک خوش کن عناصر ہے، اور جس طرح اس کا حد سے تجاوز کر جانا نازیبا اور مضر ہے، اسی طرح اس لطیف احساس سے عورت کا بالکل خالی ہونا بھی ایک عیب ہے۔ جو بسا اوقات عورت کو ترش مزاج بنا دیتا ہے۔ بسا اوقات ہمجولیوں اور ہمنشینوں اور ماتحتوں کے ساتھ لطیف ظرافت و مزاح کا برتاؤ ان کے لیے بے پناہ مسرت کے حصول کا ذریعہ اور بعض اوقات عزت افزائی کا باعث بھی بنتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی تمام تر عظمت و رفعت اور شان و شوکت کے باوجود، بسا اوقات ازدواج مطہرات سے مزاح فرماتے تھے۔ درج ذیل کی احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کا پر شفقت تفریح امہات المؤمنین کے ساتھ کس طرح ہوا کرتا تھیں۔

عورتوں کا حق تفریح عہد رسالت اور عہد صحابہ کی چند مثالیں:

عہد رسالت میں موسیقی عرب معاشرہ کا حصہ تھی۔ عرب میں جنگ ہو، خوشی، غم ہو یا عبادت، اور تفریح جیسے مختلف مواقع پر موسیقی کا استعمال عام تھا۔ احادیث کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف موسیقی کو پسند فرمایا، بلکہ بعض موقعوں پر اس کے استعمال کی ترغیب بھی دی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں گانا سنا اور گانے کی ترغیب دی شادی کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے، ہجرت مدینہ کے وقت آپ ﷺ تشریف لائے تو عورتوں اور بچیوں نے دف بجا کر گیت گائے اور آپ ﷺ نے انھیں پسند فرمایا، سفر میں آپ ﷺ نے صحرائی نغموں کی حدی خوانی کو نہ صرف پسند فرمایا، بلکہ اپنے اونٹوں کے لیے ایک خوش آواز حدی خوان بھی مقرر کیا اور اس علاوہ نکاح کے لیے آپ ﷺ نے آلۂ موسیقی کے ساتھ دف بجا کر نکاح کا اعلان کی تاکید فرمائی۔ عورتوں کا حق تفریح پر بہت ساری روایات احادیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

شادی بیاہ پر موسیقی:

عن الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا، يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ: دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ۔[13]

"حضرت ربیع کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو حضور ﷺ تشریف لائے۔اور اسی طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو،اتنے میں ہماری کچھ بچیوں نے دف پر گا گا کر میرے مقتول آباء واجداد کا ندبہ(تعریف اور مرثیہ) شروع کیا اس دوران ان میں سے ایک لڑکی نے یہ مصرعہ پڑھا:اور ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسے رہنے دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہتی رہو"

بقول مہلب کے اس حدیث سے پتہ چلا کہ نکاح کرتے وقت اعلان کرنا چاہیے دف اور غناء مباح کے ذریعے کیا جاسکتا ہے،اس کے علاوہ یہ بھی پتہ چلا کہ مقتدااور پیشوا شخص شادی کی تقریب میں شامل ہو سکتا ہے۔نیز وہاں جواز کی حد میں رہتے ہوئے لہوولعب بھی ہورہا ہو۔[14]

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَتْ عَجُوزٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ يَا أُمَّ فُلانٍ إِنَّ الْجَنَّةَ لا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ قَالَ فَوَلَّتْ تَبْكِي فَقَالَ أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا۔[15]

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمادیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورت داخل نہیں ہو سکتی وہ عورت رونے لگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ حق تعالیٰ جل شانہ سب اہل جنت عورتوں کو نوعمر کنواریاں بنادیں گے اور حق تعالیٰ جل شانہ کے اس قول" **إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا**[16]. الایۃ میں اس کا بیان ہے."

جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔(بیان القرآن) یعنی ہمیشہ کنواریاں ہی رہتی ہیں صحبت کے بعد پھر کنواریاں بن جاتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا حَائِضٌ۔[17]

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی"

انسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔[18]

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے۔جیسے ثرید کی فضیلت ہے تمام کھانوں پر"

عید کے موقع پر موسیقی:

عن عائشة قالت: دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم و عندى جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه ودخل ابوبكر فانتهرني وقال مزمارة الشيطان عند النبى فاقبل عليه رسول الله عليه السلام فقال دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا وكان يوم عيد۔[19]

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر دو (مغنیہ) لونڈیاں جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر دراز ہو گئے اور اپنا رخ دوسری جانب کر لیا۔ (اسی اثنا میں) حضرت ابو بکر گھر میں داخل ہوئے۔ (گانے والیوں کو دیکھ کر) انھوں نے مجھے سرزنش کی اور کہا: نبی ﷺ کے سامنے یہ شیطانی ساز (کیوں)؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: انھیں (گانا بجانا) کرنے دو۔ پھر جب حضرت ابو بکر دوسرے کام میں مشغول ہو گئے تو میں نے ان (گانے والیوں کو چلے جانے کا) اشارہ کیا تو وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا۔"

اس روایت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(1) ام المومنین سیدہ عائشہ عید کے دن گیت سن رہی تھیں۔ (2) یہ گیت نبی صلی ﷺ کے گھر میں گائے جا رہے تھے۔ (3) گیت گانے والیاں ماہر فن مغنیات تھیں۔ (4) گیت کے اشعار حمدیہ یا نعتیہ نہیں تھے۔ انصار کی قبل از اسلام جنگ کا ایک قصہ تھا جسے گیت کی صورت میں گا کر سنایا جا رہا تھا۔ (5) نبی ﷺ کے گھر میں تشریف لانے کے بعد بھی سیدہ عائشہ نے گیت سننے کا سلسلہ جاری رکھا۔ (6) آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ کو گانا سننے سے منع نہیں کیا (7) آپ ﷺ نے گیت گانے والیاں ماہر فن مغنیات کو گانا گانے سے منع نہیں کیا۔ (8) نبی ﷺ خود گانے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، تاہم جس طرح آپ نے سیدنا ابو بکر کی آواز سن لی، اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو گانے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ (9) سیدنا ابو بکر نے اسے دیکھتے ہی 'مزمار الشیطان' یعنی شیطان کا ساز کے الفاظ سے تعبیر کیا۔ (10) سیدنا ابو بکر نے جب گانا گانے والیوں کو روک دینا چاہا تو نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو منع فرما دیا۔

بخاری کی اس روایت سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید کے دن پر موسیقی کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ کا آپ ﷺ کی موجودگی میں گانا سننا، آپ کا اس پر نہ منع کرنا اور نہ کسی ناراضگی کا اظہار فرمانا، بلکہ سیدنا ابو بکر کو بھی مداخلت سے روک دینا کہ انھیں گانا گانے دیں یہ سب باتیں موسیقی کے مباح ہونے ہی کو بیان کر رہی ہیں۔ اسی طرح کی ایک روایت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے حوالے سے المعجم الکبیر میں بیان ہوئی ہے:

دخلت علينا جارية لحسان بن ثابت يوم فطر ناشرة شعرها معها دف تغنى فزجرتها ام سلمة فقال النبى دعيها يا ام سلمة فان لكل قوم عيدا وهذا يوم عيدنا۔20

"عید الفطر کے دن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی ہمارے پاس آئی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے پاس دف تھا اور وہ گیت گا رہی تھی۔ سیدہ ام سلمہ نے اسے ڈانٹا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ اسے چھوڑ دو۔ بے شک ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے۔"

عن ابن عباس قال انكحت عائشة ذات قرابة لها من الانصار فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أهديتم الفتاة قالوا نعم قال ارسلتم معها من يغنى قالت لا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الانصار قوم فيهم غزل فلو بعثتم معها من يقول:"اتيناكم اتيناكم فحيانا وحياكم"۔[21]

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے انصار میں سے اپنی ایک عزیزہ کا نکاح کیا۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لائے۔ آپ نے (لوگوں سے) دریافت کیا: کیا تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا اس کے ساتھ کوئی گانے والا بھی بھیجا ہے؟ سیدہ عائشہ نے کہا: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: انصار گانا پسند کرتے ہیں۔ یہ بہتر ہوتا کہ تم اس کے ساتھ کسی گانے والے کو بھیجتے جو یہ گیت گاتا: "ہم تمھارے پاس آئے ہیں، ہم تمھارے پاس آئے ہیں۔ ہم بھی سلامت رہیں، تم بھی سلامت رہو۔"

اس روایت سے یہ باتیں واضح ہوتی ہیں کہ (1) نبی ﷺ نے گانے والے کو بھیجنے کے بارے میں جس انداز سے دریافت فرمایا، اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اہل عرب رخصتی کے موقع پر دلہن کے ساتھ بالعموم کسی گانے والے کو بھیجا کرتے تھے۔ (2) نبی ﷺ نے یہ جان کر کہ گانے والے کو دلہن کے ہم راہ نہیں بھیجا گیا، خوش گوار تاثر کا اظہار نہیں فرمایا۔ (3) آپ نے شادی کے موقع پر گانے والے کو دلہن کے ہم راہ بھیجنے کی ترغیب دی۔ (4) آپ نے گائے بغیر گیت کے بول بھی ادا فرمائے۔ (5) آپ نے انصار کے گانا پسند کرنے کو بیان فرمایا اور اسے باطل قرار نہیں دیا۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر نبی ﷺ گیتوں کو پسند فرماتے تھے۔ اس کے بعض دوسرے طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ گفتگو اس بنا پر فرمائی کہ آپ کو شادی والے گھر میں گانے کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ ابن حبان کی روایت ہے:

عن عائشة قالت كان فى حجرى جارية من الانصار فزوجتها قالت فدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرسها فلم يسمع غناء ولا لعبا فقال يا عائشة هل غنيتم عليها او لا تغنون عليها ثم قال ان هذا الحى من الانصار يحبون الغناء۔[22]

"سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں: میرے زیر کفالت ایک انصاری لڑکی رہتی تھی۔ میں نے اس کی شادی کر دی۔ شادی کے روز نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر آپ نے نہ کوئی گیت سنا اور نہ کوئی کھیل دیکھا۔ (یہ صورت حال دیکھ کر) آپ نے فرمایا: عائشہ، کیا تم لوگوں نے اسے گانا سنایا ہے یا نہیں؟ پھر فرمایا: یہ انصار کا قبیلہ ہے جو گانا پسند کرتے ہیں۔"

جشن پر موسیقی:

عن ابن عائشة لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينه جعل النساء و الصبيان يقلن:"طلع البدر علينا،من ثنيات الوداع،وجب،الشكر علينا،ما دعا لله داع،ايها المبعوث فينا،جئت بالامر المطاع۔[23]

"ابن عائشہ سے روایت ہے: جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو عورتوں اور بچوں نے یہ گیت گایا:"آج ہمارے گھر میں وداع کے ٹیلوں سے چاند طلوع ہوا ہے، ہم پر شکر اس وقت تک واجب ہے، جب تک اللہ کو پکارنے والے اسے پکاریں، اے نبی، آپ ہمارے پاس ایسا دین لائے ہیں جو لائق اطاعت ہے"

عن انس بن مالک ان النبی صلی الله عليه وسلم مربعض المدينة فاذا هو بجوار يضربن بدفهن و يتغنين و يقلن:"نحن جوار من بني النجار،يا حبذا محمد من جار،فقال النبی ﷺ: الله يعلم انی لأ حبكن"[24]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (شہر میں داخل ہونے کے بعد جب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک گلی سے گزرے تو کچھ باندیاں دف بجا کر یہ گیت گا رہی تھیں: "ہم بنی نجار کی باندیاں ہیں۔ خوش نصیب کہ آج محمد ہمارے ہمسائے بنے ہیں، (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ میں تم لوگوں سے محبت رکھتا ہوں"

یہ اس موقع کی روایات ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں داخل ہوئے۔ ان سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں: ﷺ کے استقبال کے موقع پر جشن کا سا سماں تھا، خوشی کے اظہار کے لیے گیت گائے گئے۔ یہ گیت لونڈیوں نے گائے، گانے کے ساتھ انھوں نے ایک آلہ موسیقی دف بھی استعمال کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے گیت سنے اور ناپسندیدگی کا تاثر نہیں دیا، گانے والی باندیوں سے نبی ﷺ نے شفقت و محبت کا اظہار فرمایا۔

یہ اور اس موضوع کی دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو اہل مدینہ نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ مدینے میں جشن برپا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا آپ کی آمد کی خوشی میں مسرور تھا۔ اس موقع پر عام عورتوں اور بچوں اور مغنیات نے دف بجا کر استقبالیہ نغمے بھی گائے، جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ چنانچہ ان کی بنا پر یہ بات پورے اطمینان سے کہی جاسکتی ہے کہ جشن یا خوشی کی تقریب کے موقع پر گیت گائے جاسکتے ہیں اور آلات موسیقی کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سفر میں موسیقی:

حدی خوانی "صحرائی نغمے کی ایک صنف ہے۔ قدیم عرب میں ساربان صحراؤں میں سفر کرتے ہوئے حدی خوانی کرتے تھے۔ اس کا اصل مقصد تو اونٹوں کو مست کر کے انھیں تیز رفتاری کی طرف مائل کرنا ہوتا تھا، مگر شتر سوار بھی اس سے پوری طرح حظ اٹھایا کرتے

تھے۔ اس کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں متعدد روایتیں موجود ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام بھی صحرائی سفروں کے دوران میں حدی خوانی سے محظوظ ہوتے تھے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نہایت خوش آواز حدی خوان انجشہ کو اپنے سفروں کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ ایک سفر کے دوران میں جب اس کے نغمات سے مسرور ہو کر اونٹ بہت تیز چلنے لگے تو نبی ﷺ نے اسے محبت سے ڈانٹا کہ وہ اونٹوں پر سوار خواتین کا لحاظ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اونٹوں کی تیز رفتاری کی وجہ سے گر جائیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان للنبى حاد يقال له انجشة و كان حسن الصوت فقال له النبى رويدك يا انجشة لا تكسر القوارير قال قتادة يعنى ضعفة النساء،[25]

"نبی ﷺ کے لیے ایک حدی خوان مقرر تھا۔ اس کا نام انجشہ تھا۔ وہ نہایت خوش آواز تھا۔ نبی ﷺ نے (ایک سفر کے دوران میں اسے) فرمایا: انجشہ آہستہ، کہیں نازک آبگینوں کو توڑ نہ ڈالنا۔ قتادہ کہتے ہیں: اس سے نازک عورتیں مراد ہیں"

یہاں یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ محققین کے نزدیک حدی خوانی عرب کی اصناف موسیقی ہی میں شامل ہے۔ ڈاکٹر جواد علی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام" میں اس کا ذکر اسی پہلو سے کیا ہے:

والحدا، هو من اقدم انواع الغناء عند العرب، يغنى به فى الاسفار خاصة، ولا زال على مكانته و مقامه فى البادية حتى اليوم. و يتغنى به فى المناسبات المحزنة ايضاً لملاء مة نغمته مع الحزن. وقد كان للرسول حادى هو (البراء بن مالك بن النضر الانصارى) وكان حداءً للرجال. وكان له حداء آخر، يقال له (انجشة الحادى) وكان جميل الصوت اسود، وكان يحدو للنساء ، نساء النبى ، وكان غلاماً للرسول۔[26]

"حدی خوانی عربوں کے گانے کی قدیم ترین قسموں میں سے ہے۔ یہ صنف بالعموم سفروں کے ساتھ مخصوص تھی۔ موجودہ زمانے میں بھی صحراؤں میں اس کی یہی حیثیت ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس کے نغمے جذبات غم کے ساتھ کافی ہم آہنگ ہوتے ہیں، اس لیے غم کے مواقع پر بھی یہ صنف اختیار کی جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک حدی خوان (البرا بن مالک بن نضر) مقرر کر رکھا تھا جو مردوں کے لیے حدی خوانی کرتا تھا۔ ایک اور نہایت خوش گلو حدی خوان (انجشہ) تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا ایک سیاہ فام غلام تھا اور آپ کی ازواج مطہرات کے لیے حدی خوانی کرتا تھا"

درج ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آداب کی رعایت کرتے ہوئے کبھی کبھی تفریح کی نہ صرف گنجائش ہے، بلکہ مستحسن ہے اور اسوہ نبوی کی پیروی بھی ہے، لیکن اگر مزاح دوسرے انسان کے لیے ناگواری اور اذیت کا باعث بن جائے، یا حد سے زیادہ ہنسی کا ذریعہ بن جائے یا مزاح کا عمل کبھی کبھار کے بجائے زیادہ ہونے لگے، تو ایسے تفریح کی ممانعت ہو گی اور اس کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔

حق تفریح سے متعلق چند شرعی قواعد وضوابط

1- **ہنسی مذاق میں دین اسلام کا لحاظ ہونا چاہئے:** ایسا کرنے سے اشخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ۔[27] "اگران سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو کھیل مزاح کررہے تھے" شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ، اس کی آیات، اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مذاق کرنا کفر ہے اس طرح کرنے سے بندہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے''[28]

علامہ ابن قدامہؒ نے اسے ارتداد قرار دیا ہے۔اس میں وہ مذاق بھی شامل ہے جیسے بعض لوگ چند شرعی احکام کو مذاق بناتے ہیں جن میں ٹخنے سے کپڑا اونچا رکھنا، داڑھی بڑھانا، نماز اور روزہ وغیرہ۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے ہنستے ہوئے گناہ کیا وہ روتے ہوئے جہنم میں داخل ہوگا''[29]

2- **تفریح سچائی پر مشتمل ہونہ کہ جھوٹ پر:** امام احمدؒ اپنی مسند میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے اس میں جھوٹ بولتا ہے تاکہ قوم کا ہنسا سکے اس کے لئے تباہی اور ہلاکت ہے"۔[30] ایک اور روایت میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندہ ایسی بات کرجاتا ہے کہ جس سے اپنے ساتھ بیٹھے لوگوں کو ہنسا سکے اور اس بات کی وجہ سے جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جیسا کہ دنیا سے ثریا''۔[31]

مذکورہ بالا احادیث سے اس بات کا علم ہوا کہ مزاح کے طور پر جو گفتگو کی جائے، وہ ظرافت و لطافت کے باوصف فی نفسہ صحیح اور درست ہو، خوش طبعی کے لیے جھوٹ کا سہارا لینا بھی مذموم ہے۔

3- **مزاح میں کسی کا مذاق اور استہزاء مقصود نہ ہو:** یہ ایک حرام اور ناجائز عمل ہے جسے اسلامی شریعت نے حرام قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ۔[32] "اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں" علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ''اس سے مراد لوگوں کو حقیر کمتر سمجھنا، ان کا مذاق اڑانا، یہ ایک حرام کام ہے اور منافقین کی صفت ہے''۔[33]

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت نقل کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کا تمسخر اور ٹھٹھ اڑانے والوں کیلئے جنت کا دروازہ کھولا جائے۔ان میں سے ایک کو کہا جائے گا کہ آجاؤ، جب وہ اپنے غم و کرب اور تکلیف میں مبتلا دروازے پر پہنچے گا جب وہ قریب آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا''[34]

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا مذاق اڑانے، مسلمانوں کو تکلیف دینے سے منع فرمایا اور کسی بھی مسلمان کی تحقیر کے سلسلے میں احادیث میں سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: **اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمه وَلاَ يَخْذُله وَلاَ يُحَقِّرُه۔**[35] ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے۔ اس کو بے یار ومددگار نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ نہ کرے" پھر آپ نے فرمایا: آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔

4- **مذاق میں ڈرانے یا دھمکانے کی ممانعت:** امام ابوداؤد نے سنن میں ابن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی کہ "ہمیں اصحاب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے ان میں سے ایک شخص سو گیا تو ایک اور فرد نے اس کے پاس موجود رسی سے اسے پکڑا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے"۔[36]

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کا سامان کھیل کود میں یا سنجیدگی میں نہ لے"۔[37]

5- **مذاق میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو:** مذاق میں حد سے زیادہ منہمک ہونا، بات کو طول دینا، اور مبالغہ آمیزی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مذاق کا بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ وہ وقتی اور صرف کچھ دیر کی خوشی کیلئے ہونا چاہئے نہ کہ اسے پیشہ بنایا جائے۔ صحابیات کی صفات سنجیدگی ہے، بعض لوگ سنجیدگی اور کھیل کے وقت میں فرق نہیں کرتے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں: "لوگوں کی ایک بہت بڑی غلطی اور جرم یہ ہے انہوں نے مذاق کو پیشہ بنالیا ہے"[38] غیر ارادی طور پر مزاحیہ گفتگو کرلینا اور تفریحی شعر وشاعری کرلینا کسی حد تک جائز تو ہے، لیکن اس کے لیے اہتمام سے اجتماع کرنا اور اس میں گھنٹوں لگانا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكه مَا لاَيَعْنيه**" یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ ان امور کو ترک کردے جن سے انہیں سروکار نہیں"[39] ہنسی کے مواقع پر ہنسنا اور مسکرانے کے موقع پر مسکرانا بھی انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور بلاوجہ ہنسنا اور قہقہہ لگانا فطرت کے خلاف ہے۔ س لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لَاتُكْثِرِ الضِحْكَ فَانَّ كَثْرَةَ الضِحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ**" کہ تم زیادہ مت ہنسا کرو، اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کردیتا ہے"[40] قہقہہ لگانا یہاں تک کہ کھل کھلا کر ہنسنا بھی نبی کریم ﷺ (جو بالیقین ایمان والوں کے لیے ہر عمل میں بہترین اسوہ ہیں) سے ثابت نہیں، بلکہ آپ خوشی کے مواقع پر صرف زیر لب مسکرایا کرتے تھے۔" سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طور پر کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کہ آپ کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر آجائے، کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ تو صرف تبسم فرمایا کرتے تھے"[41]

6- **دوران تفریح عزت ومرتبہ کا خیال رکھنا:** دوران مذاق لوگوں کے مقام ومرتبہ اور عزت وقار کا لحاظ رکھا جائے۔ کیونکہ صاحب حیثیت ومنزلت افراد کے ساتھ مذاق بعض دفعہ دائرہ ادب سے نکل جاتا ہے اور بے ادبی ہوتی ہے اس لئے ایسے افراد سے مذاق کرنے میں احتیاط کی

جائے۔۔ جیسا کہ بعض اوقات طالب علم استاد سے مذاق کرتا ہے تو وہ بھی دائرہ ادب سے نکل جاتا ہے اور ایک احترام کا رشتہ قائم رہنا چاہئے ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **إن من إجلال الله إكرام ذي الشيبة المسلم**۔[42] اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ امر بھی شامل ہے کہ باریش مسلمان کی تکریم کی جائے۔

7- **مذاق میں کسی مسلمان بھائی کی غیبت اور چغل خوری کی ممانعت:** مسلمان بھائی کی غیبت کرنا اس کے مردہ گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ غیبت اور چغل خوری کا نتیجہ فتنہ ہے۔ دورِ حاضر میں مزاح کی غالب صورتیں اس قبیح اور ناپاک جرم سے خالی نہیں، اور غیبت کی شرعی اصطلاح میں یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ: "**ذكرك أخاك بما يكره**"[43] "اپنے مسلمان بھائی کا اس انداز میں تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو"

تفریحی کھیل شرعی نقطہ نظر سے

اسلام کے تفریح کا مقصد صرف وقت گزاری نہیں ہے بلکہ اس نے عملی، تربیتی عسکری اور جسمانی ورزش کے مقاصد بھی مدنظر رکھے ہیں۔ تفریح کے نام پر جھوٹ، تہمت، مبالغہ آمیزی اور دوسروں کی نقل اتارنے کی اجازت نہیں دی ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی کہ اسلام نے ان مجالس میں شرکت کرنے سے روک دیا ہے جس میں فحاشی ہو اور فرائض کا پاس وخیال نہ رہے یا مرد وزن کا اختلاط ہو۔ارشاد ربانی ہے: **وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ**۔[44] "کہ اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں"

شرعی نقطہ نظر سے ہر وہ کام کرنا، تعریف کے قابل ہے، جو انسان کو اصلی منزل پر گامزن رکھے۔ ہر اس کام کرنے کی اجازت ہے، جس میں دنیا وآخرت کی فلاح ہو۔ دنیا وآخرت کا نقصان نہ ہو۔ کھیلوں میں سے بھی صرف انہی اقسام کی اجازت ہے، جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں۔ وہ کھیل جو صرف وقت کا ضیاع کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں وہ کھیل جو دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **كُلُّ مَا يَلهوابه الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ الَّا رَمْيَةٌ بِقَوْسه وَتَأْدِيْببه فَرَسه وَمُلاَعَبَته اِمْرَأته فَانّهن مِنَ الْحَقِّ**۔[45] یعنی مرد مومن کا ہر کھیل بیکار ہے سوائے تین چیزوں کے: (ا) تیر اندازی کرنا، (۲) گھوڑے سدھانا (۳) اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، کیوں کہ یہ تینوں کھیل حق ہیں"

عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**مَنْ تَشَبه بِقَوْمٍ فهوَ مِنهم**" "کہ جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی اس کا تعلق اسی قوم کے ساتھ سمجھا جائے گا"[46] مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ بے تکلفی کا کھیل بھی اسلام کی نظر میں اچھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سستی اور کاہلی عورت سر پہ چڑھ جائے مگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ کے ساتھ تھی۔ میں نے آپ سے دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصہ بعد پھر ایک سفر میں، میں نے رسول اللہ سے دوڑ لگائی اب میرے جسم پر گوشت چڑھ گیا تھا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور آپ نے فرمایا یہ اس کے

بدلہ میں ہے۔[47] درج بالا حدیث نبوی سے بیوی کے ساتھ تفریح کرنے اور دوڑ لگانے دونوں کیاہمیت سمجھ میں آتی ہے، حضور ﷺ کے یہ واقعات اس وقت کے ہیں، جب کہ قافلہ آپ ﷺ کے حکم سے آگے جاچکا تھااور وہاں نبی کریم ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی نہ تھا، وہ تنہا تھے۔ کسی اور کی موجودگی میں ایسانہیں کیا جاسکتا کیوں کہ یہ شرم وحیا کے خلاف ہے۔

یہ بات بھی اہمیت وخاصیت کی حامل ہے کہ کچھ کھیل تولڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان مشترکہ ہوا کرتے تھے لیکن کچھ کھیل صرف لڑکیاں آپس میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں اور یہ کھیل عام طور پر گڑیوں اور دوسرے کھلونوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا یہ نسوانی جبلت کے عین مطابق ہوتا ہے جیساکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا ذکر بعض صحیح احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے اور ان میں سے بعض کھیلوں میں تو خود رسول اللہ ﷺ تو بنفس نفیس دلچسپی لیا کرتے۔ قاضی عیاض اسی سے ایک فائدہ اخذ کرتے ہیں کہ اس طرح کے کھیلوں سے بچیوں میں خانگی تربیت کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح جھولا جھولنا بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مذکور ہے جیساکہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از نکاح انہیں جب بلایا گیا تھا تو اس وقت وہ جھولا جھول رہی تھی۔[48] لڑکیوں کے ان کھیلوں سے متعدد سماجی روایات کا علم ہوتا ہے کہ زیادہ تر کھیل اندرون خانہ ہوا کرتے تھے، یہ گڑیائیں ان کی والدہ بنا کر دیتی تھی جو کہ تربیت کا ایک پہلو ہے، ان کھلونوں کی صورتیں اور تصویریں بھی ہوا کرتی تھیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوپر والا گھوڑا تھا۔

خیر مقدمی کھیل:

بسااوقات مہمانوں اور اقارب کی آمد کے استقبال میں کچھ کھیلوں کا جس میں کچھ جسمانی کرتب یا فضائی مظاہرے منعقد کئے جاتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ بنیادی آداب کو مدنظر رکھا جائے۔ جیسا سنن ابی داوٗد کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ ہجرت کی آمد کے موقع پر جہاں بچیوں سے کچھ اشعار منسوب ملتے ہیں وہاں ماہر فنون حبشیوں نے اپنے کرتب اور کھیل بھی دکھائے تھے۔[49] اور صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جب حبشہ کا وفد آیا تو حبشی مسجد میں اپنے کھیل دکھانے لگے۔

عورتوں کا حق تفریح، شرائط اور حدود:

اسلام عورتوں کے لیے بلاضرورت گھر سے باہر جانے کو پسند نہیں کرتا۔ حدیثِ مبارک میں ہے کہ " عورت چھپانے کی اور پردے کی چیز ہے، جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے نگاہ میں رکھتا ہے" (تاکہ اس کے ذریعے مردوں کو فتنے میں مبتلا کرے)۔ تفریحِ طبع ایک انسانی ضرورت ہے، لہٰذا اس کو بھی ضرورت کے دائرہ میں ہی رکھنا چاہیے، بلاضرورت یا بار بار تفریح کے لیے جانا (خواہ پردے کے اہتمام کے ساتھ ہو) مناسب نہیں۔ البتہ اگر کبھی جانا ہو تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھتے ہوئے جانے کی اجازت ہوگی:

1. عورتیں ایسی جگہ نہ جائیں جہاں کوئی فحاشی والے کام جیسے میوزک یا مردوں عورتوں کا اختلاط ہو یا دیگر خرافات ہوں۔
2. عورتیں مکمل طور شرعی پردہ میں جائیں۔
3. اپنے محارم، باپ، بیٹے اور بھائی کے ساتھ جائیں۔

4. آج کل تفریحی مقامات پر تصاویر بنانا عام ہے، اس سے بھی مکمل پرہیز کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے :

يَآاَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ[50]

"اے پیغمبر کہہ دیجیے اپنی بیبیوں اور صاحب زادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکالیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں"

اس آیت مبارکہ میں عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے اصول وضابطہ کی تعلیم دی گئی ہے کہ جو (نکلنا) کسی سفر وغیرہ کی غرض سے باہر جاسکتی ہیں، اس وقت بھی بے پردہ ہو کر نہ جائیں، بلکہ اپنی چادر کا پلسا اپنے چہرہ پر لٹکالیں؛ تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔

5. اصولی طور پر تو یہ ہے کہ عورت اپنے گھر میں ہی رہے اور گھر سے باہر ضرورت کے وقت ہی جائے، کیونکہ گھر کا خرچہ سارا مردوں کے ذمے ہوتا ہے، شادی سے پہلے باپ بھائی پر اور شادی کے بعد شوہر پر، قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے :

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعضَهُم عَلٰى بَعضٍ وَّبِمَآ اَنفَقُوا مِن اَموَالِهِم۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلغَيبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔[51]

"مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔ پس نیک عورتیں فرماں بردار ہیں، غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں، اس لیے کہ اللہ نے (انھیں) محفوظ رکھا۔"

اس آیت مبارکہ کی تفسیر یہ ہے کہ " **اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ** " شریعت نے گھر کے بندوبست اور انتظام کے لیے مرد کو گھر کا قوام (نگران، ذمہ دار) قرار دیا ہے اور عورت کو اس کے ماتحت رکھا ہے۔ قرآن نے اس کی دو وجہیں بیان کی ہیں،

6. ایک تو یہ ہے کہ مرد کو طبعی طور پر امتیاز حاصل ہے کہ وہ منتظم بنے سربراہ بنے اور دوسرے یہ کہ گھر کے سارے اخراجات بیوی کے نفقہ سمیت مرد کے ذمے ہوتے ہیں۔ اس بنا پر گھر کا نگران بننے کا حق مرد کو ہے عورت کو نہیں۔ یہی صورت حال حکومتی امور کا ہے کہ مسلمانوں کا خلیفہ یا امیر عورت نہیں بن سکتی، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : (**لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْ اَمْرَہُمْ امْرَأَةً**) " وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جس نے اپنا حاکم عورت کو بنا لیا" اور ایک جگہ ارشاد باری تعالی ہے : **وَقَرنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجنَ تَبَرُّجَ الجَاهِلِيَّةِ الأُولٰى وَاَقِمنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِينَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا**۔[52] "اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو ! اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا" اس آیت مبارکہ میں ازواج مطہرات کو گھروں کے اندر ٹھہرے رہنے کا حکم دیا، کیونکہ اس میں ان کی زیادہ حفاظت اور

سلامتی پائی جاتی ہے۔ یہی حکم دوسری عورتوں کے لیے بھی ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: **اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَ إِنَّهَا إِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَ إِنَّهَا لَا تَكُوْنُ أَقْرَبَ إِلَى اللهِ مِنْهَا فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا۔**[53] عورت پردے کی چیز ہے، وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے اور وہ اللہ کے اس سے زیادہ کبھی قریب نہیں ہوتی جس قدر وہ اپنے گھر کے اندر (رہ کر قریب) ہوتی ہے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے متعلق فرمایا: (ان کے گھران کیلیے بہتر ہیں)[54] **وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى** ۔[55] تَبَرُّجَ "کا معنی ہے عورت کا غیر محرم مردوں کے سامنے اپنی اس زینت کا اظہار کرنا جسے چھپانا واجب ہے، یعنی اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں عورتیں جس طرح بن سنور کر اور زینت لگا کر مردوں کے سامنے آتی تھیں تم ایسا مت کرو۔ یہاں " **الْأُوْلٰى** "کا لفظ احتراز کے لیے نہیں بلکہ جاہلیت جہلا کی طرح یا تو ایک محاورہ ہے، یا اسلام سے پہلے کی حالت کے اعتبار سے " **الْأُوْلٰى** " فرمادیا ہے۔ جاہلیت میں رواج تھا کہ عورتیں بناؤ سنگار کر کے بے پردہ باہر نکلا کرتی تھیں۔ افسوس!

اب یہی رواج ثقافت اور دوسرے خوش نما ناموں سے مسلمانوں میں رائج ہو گیا ہے، اور اس جملے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت زینت چھپا کر ضرورت کے لیے گھر سے نکل سکتی ہے۔ عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد سودہ (رض) اپنی حاجت کے لیے نکلیں، وہ جسیم عورت تھیں، پہچاننے والے پر مخفی نہیں رہتی تھیں۔ عمر بن خطاب (رض) نے انھیں دیکھا تو کہا: "اے سودہ اللہ کی قسم! تم ہم پر مخفی نہیں رہتیں، اس لیے دیکھا کرو کیسے نکلتی ہو؟" عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ وہ واپس پلٹ آئیں، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے گھر میں تھے، آپ شام کا کھانا کھا رہے تھے، آپ کے ہاتھ میں گوشت کی بوٹی تھی کہ انھوں (سودہ (رض) نے آکر کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی کسی ضرورت کے لیے نکلی تو عمر (رض) نے مجھے ایسے ایسے کہا۔" عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حال میں آپ پر وحی فرمائی کہ وہ بوٹی آپ کے ہاتھ میں تھی، آپ نے رکھی نہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (**إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ** ۔[56] تم عورتوں کو اجازت دے دی گئی ہے کہ اپنی حاجت کے لیے باہر نکلو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر بن خطاب (رض) عورتوں کے باہر نکلنے پر مکمل پابندی لگانے کے خواہش مند تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے لیے انھیں نکلنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مگر اس کے لیے پردے کی پابندی لگائی، حتیٰ کہ وہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں جانا چاہیں تو بھی حکم ہے کہ زینت کا اظہار کرتی ہوئی نہ نکلیں اور خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔ عورت کے باہر نکلنے کے بارے کئی ایک روایات موجود ہیں،

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے منع نہ کرے"[57] عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: جب تم (عورتوں) میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ خوشبو مت لگائے "[58] جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان

کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہو گئی تو اس نے اپنی کھجوروں کا پھل اتارنا چاہا تو ایک شخص نے انہیں باہر نکلنے سے ڈانٹا، چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ": کیوں نہیں، تم اپنی کھجوروں کا پھل اتارو، امید ہے تم صدقہ کرو یا پھر کوئی نیکی کا کام "[59]

ان تمام آیات اور روایات سے ثابت ہوا کہ اسلام عورت کی عزت و کرامت کے حفاظتی اقدامات لے کے آیا ہے، اور شریعت اسلامیہ نے اس کے لیے کئی ایک احکام مشروع کیے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورت ضرورت کے تحت باہر نکل سکتی ہے اور بہت سی روایات سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عورتیں بوقت ضرورت باہر نکلتیں تھیں۔ عورت کو باہر نکلنے سے منع کرنے اور باپردہ رہنے کی حکمت۔اس بارے اللہ پاک فرماتے ہیں !! **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ**۔[60]

یعنی تمہیں لوچ دار آواز کے ساتھ بات کرنے اور جاہلیت کے اظہار زینت کی طرح زینت کے اظہار سے منع کرنے کا مقصد تمہاری تذلیل یا تم سے ناراضی کا اظہار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ظاہری اور باطنی ہر قسم کی گندگی دور کرے اور تمہیں ہر قسم کے عیب سے خوب اچھی طرح پاک صاف رکھے۔اس بنا پر اصل تو یہی ہے کہ عورت اپنے گھر میں ہی رہے، اور بغیر کسی ضرورت و حاجت کے باہر نہ نکلے، اور دین اسلام نے تو عورت کی گھر میں نماز کی ادائیگی کو مسجد میں آکر نماز ادا کرنے سے بھی بہتر قرار دیا ہے، (چاہے مسجد نبوی یا مسجد حرام میں ہی ہو)۔اس کا یہ معنی نہیں کہ عورت گھر میں ہی قید کر رکھ دی گئی ہے، بلکہ اس کے لیے دین اسلام نے باپردہ مسجد جانا مباح کیا ہے، اور اس پر حج اور عمرہ کی ادائیگی، اور نماز عید وغیرہ واجب کی ہے، اور اس کے لیے اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی زیارت و ملاقات کے لیے جانا بھی مشروع ہے، اور وہ اہل علم سے فتوی لینے اور سوال دریافت کرنے کے لیے بھی جا سکتی ہے۔

اور اسی طرح عورتوں کے لیے اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن یہ سب کچھ شرعی قوانین و ضوابط کے تحت رہتے ہوئے کیا جائیگا، کہ محرم کے بغیر سفر نہ ہو، اور راستہ بھی پر امن ہو، اور حضر بھی پر امن ہو، اور اسی طرح وہ مکمل باپردہ ہو کر باہر نکلے، نہ کہ بے پردہ اور زیب و زینت اختیار کر کے۔

شریعت تفریح سے منع نہیں کرتی، بلکہ بہت سی احادیث میں خود نبی کریم ﷺ امہات المومنین کو تفریح کرواتے تھے عائشہ (رض) بیان کرتی ہیں، میں نبی کریم ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی، میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب نبی کریم ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر نبی کریم ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔[61] حضرت عائشہؓ بیان کرتے ہیں، عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہ ڈھال اور حراب کا کھیل دکھا رہے تھے، اب یا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے کہا یا آپ ﷺ نے ہی فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا چہرہ آپ ﷺ کے چہرہ پر تھا (اس طرح میں پیچھے پردے سے کھیل کو بخوبی دیکھ سکتی تھی) اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”خوب بنوار فدہ!“ جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بس؟“ میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر جاؤ۔[62] حضرت عائشہ

رض بیان کرتی ہیں، وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں جیت گئی، پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپ سے (دوبارہ) مقابلہ کیا تو آپ جیت گئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جیت اس جیت کے بدلے ہے۔[63]

اگر باپردہ عورت اپنے محرم کے ساتھ کسی تفریح والی جگہ جائے جہاں نہ تو فحاشی ہو، اور نہ ہی بے پردگی ہو، نا ہی مردوں کا اختلاط اور نا ہی عورت اس وجہ سے بکثرت باہر جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

عورتوں کی تفریحی سرگرمیاں:

عورتوں کے کچھ اپنے تقاضے ہوتے ہیں، عہد رسالت میں صحابیات ایسی دل کو بھانے والی سرگرمیاں اختیار کرتی تھیں جو نسوانیت کے منافی نہ تھیں۔ عورتوں کی سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

عورت کی ازداوجی خوشی: تفریحی سرگرمیوں میں عورت و مرد کے باہمی تعلقات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ شریعت میں اس جائز تعلق کو "نکاح" کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زوجین کے مابین ازدواجی حقوق پورے کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور پر مسرت زندگی کو پسند کیا ہے۔ ایک سفر سے واپسی پر سیدنا جابر کو گھر جانے کی جلدی تھی پوچھا جابر کیا بات ہے؟ عرض کی اللہ کے رسول اللہ ﷺ میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: بیوہ سے یا کنواری سے؟ حضرت جابر نے کہا بیوہ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا (**فهلا بكراتلا عبها وتلا عبك**)[64] "کنواری سے کیوں نہ کی تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی"

حضور اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دل جوئی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی بہت ہی چہیتی زوجہ تھیں۔ فقہ و حدیث کے علوم میں حضور ﷺ کی ازواج کے درمیان حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت اونچا ہے۔ آپ ﷺ کو اپنی تمام ازدواج مطہرات سے زیادہ عزیز حضرت عائشہ ہی تھیں۔ حضرت عائشہ پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ صحابہ کرام بھی حضرت عائشہ کی بارگاہ میں آکر مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رسول اللہ ﷺ کو تمام ازواج سے زیادہ محبوب تھیں اور آپ ﷺ ان سے بے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: **ای الناس احب الیک** یعنی لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: "عائشہ"۔[65] حضور ﷺ کی دل جوئی اور تفریحی سرگرمیاں حضرت عائشہ کے ساتھ درج ذیل احادیث سے بالکل واضح ہیں جو درج ذیل ہیں:

حدیث مبارکہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی؟ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔[66] اور ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی شہزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! تمھارے والد کو عائشہ بہت زیادہ محبوب ہے۔[67] حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی

محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تمام عورتوں پر فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی تمام عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔[68] اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ثرید سے اس لیے تشبیہ دی کیونکہ یہ عرب کے کھانوں میں سب سے افضل کھانا ہے۔اور اہل عرب شکم سیری کے معاملے میں اس کھانے کو بہترین کھانا خیال کرتے تھے۔اور اس کھانے کو بہت سراہتے تھے جس کو گوشت کے ساتھ پکایا گیا ہوتا اور مروی ہے: سید الطعام اللحم یعنی کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے جیسے گوشت کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔[69]

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مقام حُر) سے واپس آرہے تھے، میں ایک اونٹ پر سوار تھی جو دوسرے اونٹوں میں آخر میں تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہائے میری دلہن"۔[70] حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت تھی کہ جب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خوش ہوتیں تو سرکار ﷺ بھی خوش ہوتے۔آپ ﷺ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم مجھے مکھن ملی کھجور سے بھی زیادہ محبوب ہو۔[71] ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: حمیرا، تم مجھے مکھن اور چھوہارے ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہو۔ وہ مسکرا کر کہنے لگیں: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہیں۔آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا، حمیرا، تمہارا جواب میرے جواب سے زیادہ بہتر ہے۔

آپ ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ ان کے پس خوردہ کو بھی پسند فرماتے تھے اور جہاں سے آپ رضی اللہ عنہا ہڈی سے گوشت کھاتیں سرکار ﷺ وہیں سے گوشت تناول فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ہڈی سے دانتوں سے گوشت کھاتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی اور وہ ہڈی حضور ﷺ کو پیش کر دیتی تو آپ ﷺ اپنا دہن مبارک اسی جگہ رکھتے جس جگہ میں نے رکھا تھا اور میں (پیالے میں) پانی پی کر حضور ﷺ کو پیالہ دیتی تو آپ ﷺ (پیالے میں) اسی جگہ اپنا لب مبارک رکھتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔[72]

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔آپ نے دور سے فرمایا، حمیرا میرے لیے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ پانی پینے لگے تو رک گئے اور سیدہ سے پوچھا: حمیرا، تم نے کہاں سے منہ لگا کر پانی پیا تھا؟ انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا

تھاتو پیارے آقا حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا جس جگہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی پسینے میں شرابور پیشانی سے نکلنے والے نور کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کس بات پر حیران ہو؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی مقدس پیشانی کے پسینے اور آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے نکلتے ہوئے نور نے مجھے حیران کر دیا، پس رسول اللہ ﷺ میری طرف اٹھے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے عائشہ: اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم مجھ سے اتنی مسرور نہیں ہوئیں جتنا میں تم سے مسرور ہوا۔ (حلیۃ الاولیاء) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کی محبت کا اندازہ اس مکتوب سے بھی ہوتا ہے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلے اگر میں کھانا پکاتا تو اس کا ثواب حضور سرور عالم ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ارواح مقدسہ کے لیے ہی خاص ایصال ثواب کیا کرتا تھا اور امہات المؤمنین کا نام شامل نہیں کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآب ﷺ تشریف فرما ہیں، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے میری جانب متوجہ نہ ہوئے اور چہرۂ انور دوسری جانب پھیر لیا اور مجھ سے فرمایا: میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی نے مجھے کھانا بھیجنا ہو وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر بھیجا کرے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے توجہ نہ فرمانے کا سبب یہ تھا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام (یعنی ایصال ثواب) نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد سے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المؤمنین کو بلکہ سب اہل بیت کو شریک کیا کرتا ہوں اور تمام اہل بیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا ہوں۔[73]

الغرض آپ ﷺ کا بحیثیت مثالی شوہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت کرنا، آپ کو اُٹھ کر بوسہ دینا، آپ سے پیار بھرے انداز میں گفتگو کرنا، آپ کے پس خوردہ کو پسند فرمانا وغیرہ ان سب انداز میں ہماری ازدواجی زندگی کو بہتر انداز سے گزارنے کے سنہرے اصول پوشیدہ ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی سنت ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی خلوت ہو یا جلوت، آپ ﷺ کی عبادات ہوں یا معاملات، الغرض آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے ہر گوشے پر ہمارے لیے رہنمائی موجود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ بے حد درجہ خوش خلقی، حسن معاشرت کی عظیم مثالیں قائم کر کے گھریلو زندگی خوشگوار بنانے کے اصول بتا دیے۔ آپ ﷺ کا حضرت عائشہ سے اس طرح کا محبت بھرا انداز ہمیں گھریلو ناچاقیوں اور نفرتوں کے ستون کو ڈھانے اور ان سے چھٹکارا پانے کے دائمی اصول بتاتا ہے جن پر عمل کر کے زوجین اپنے درمیان نفرتوں اور کدورتوں کے بیج نکال کر محبت و الفت کے بیج بو سکتے ہیں اور گھر کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔

حواشی، حوالہ جات

1. انورالحسن نیر، مولوی، نوراللغات، المکہ پریس 5 لارنس روڈ لاہور، 1985ء، ج2، ص208

Noorul Hassan Nayyar, Maulvī , Noor ul Laghat, Al Makkah Press 5 Lawrence Road Lahore, 1985.Volumes :2,pg:208

2. الجوزی، علامہ ابن قیمؒ، بدائع الفوائد، ج1، ص304، دارالعلم الفوائد، لاہور

Ajuzi. āllama bin quyyām,Bādiā ul Fāwaid, Dār ul ilam al fāwāid,Lāhore, Volumes:1pg::304

3. ابن منظور، افریقی، محمد بن مکرم جمال الدین، لسان العرب، ج2، ص541، بیروت دار صدر، 1997

Ibn e Manzoor Afreeqi Muhammad Bin mu Karram Jamal ud Din, Lissan nul Arab, Beruit Daar e Saadar, 1997. Volumes: 2,pg::541

4. ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب ۱۲، رقم ۴۰۰۱ھ ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma īl bukhārī, Al Jāmi ʿul ṣahīh, Kitāb ul maghazi bab 12(Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,2007), Hadīth:4001

5. القرآن، 58:10

Al- Qurān, 10:58

6. القرآن، 170:3

Al- Qurān,3:170

7. السیوطي، لجلال الدین، الجامع الصغیر (18/3)، مسند الشهاب: باب من یزرع خیرا یحصد رغبة، مکتبہ العلم کراچی، 1981ء

Al suyoti,aljalal ul din.al jam-e- sagher,masned al shahab,bab min yazro khaira ai yahdoro rughbata,maktab al ilm Karachi,1981, Volumes:3/18

8. ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب من یعوذ من الجبن، رقم 298ا ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma īl bukhārī, Al Jāmi ʿul ṣahīh, Kitāb ul jihad wul siyar,bab main yaozo min ul uban (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,2007), Hadīth:1298,

9. القرآن، 142:4

Al- Qurān,4:142

10. ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب من یعوذ من الجبن، رقم ۷۰۰ا ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma īl bukhārī, Al Jāmi ʿul ṣahīh, Kitāb ul jihad wul siyar,bab main yaozo min ul uban (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,2007), Hadīth:7001

11. محمد بن عیسی ترمذی،الجامع ترمذي: کتاب الزھد باب في من تکلم بکلمة لیضحک الناس، رقم:2309،الناشر داراحیاءالتراث العربی، 1965

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi ', Kitāb ul zuhad bab fe man takalmu bi kalimat li yazhaqu al nas,(Damishq: Ahyā' Turāth ul A 'rabiyya, 1965), Hadīth:2309

12. القرآن،11:49

Al- Qurān, 49:11

13. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح، باب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالوَلِيمَةِ، حدیث نمبر:5147، ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma 'īl bukhārī, Al Jāmi 'ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ',2007), Hadīth:4951, 2: 347

14. العسقلانی،ابن حجر،احمد بن علی، فتح الباری، ج9، ص،167 مکتبة الصفا بیروت،۱۳۷۹ھ

Al-asqalani,Ibn e Ḥajar,Ahmad bin Ali,Fatḥalbari,jild 9, ṣ 167, maktabah alṣfa Barot,1379AH

15. محمد بن عیسی ترمذی، شمائل ترمذی، جلد اول، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا بیان، رقم:227 دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi ', Kitāb ul zuhad bab fe man takalmu bi kalimat li yazhaqu al nas,(Damishq: Ahyā' Turāth ul A 'rabiyya, 1965), Hadīth:2309

16. القرآن،56:35-36

Al- Qurān,56:35-36

17. محمد بن عیسی ترمذی، شمائل ترمذی، جلد اول، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا بیان، رقم:165 دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi ', Kitāb ul zuhad bab fe man takalmu bi kalimat li yazhaqu al nas,(Damishq: Ahyā' Turāth ul A 'rabiyya, 1965), Hadīth:2309

18. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح، رقم ۹۰۷، ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma 'īl bukhārī, Al Jāmi 'ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ',2007), Hadīth:4951, 2: 347

19. ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی، المعجم الکبیر، ح558، اردو بازار لاہور، 2016ء

Abi al Qasim Sliman bin aHmad bin Ayob al lakhmi altbrani, am'jam alkabir, Ḥadīth 558, urdu bazar ,Lahore

20. ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، رقم ۱۹۰۰، دارالاسلام ریاض، 1429ھ

Ibne Maaja,Abū 'Abdullah Muḥammad bin Yazeed,Sunan Ibne Maaja, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

21. ابن حبان، رقم ۵۸۷۵(ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، التمیمی، الدارمی، ابوحاتم،(م354ھ) **صحیح ابن حبان**، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1993م

Ibne Maaja,Abū ‘Abdullah Muḥammad bin Yazeed,Sunan Ibne Maaja, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

22. السیرۃ الحلبیۃ ۲۳۵/۲

Alsirah alḥalbiya , 235/2

23. ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، رقم رقم ۱۸۹۹، دارالاسلام ریاض، 1429ھ

Ibne Maaja,Abū ‘Abdullah Muḥammad bin Yazeed,Sunan Ibne Maaja, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

24. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع **الصحیح**، رقم ۵۸۵۷، ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع 2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ͑īl bukhārī, Al Jāmi ͑ul ṣahīh, Kitāb ul Faẓāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ͑,2007), Hadīth:4951, 2: 347

25. ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام 5/116، ساعدات جامعہ بغداد علی نشرہ 1993ء

116 sa’dat jam’abaghdad ali nashrah 5/Dr.Jawad ali, almfṣal fī Tarikh al’rab qabal al Islam , 1993AD

26. القرآن، 65:9

Al- Qurān, 9:65

27. ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ منھاج السنۃ: 273/7، مطبع امیریہ مصر، 1326ھ

Ibn e taimia Ahmad bin abdalḥalim ,taqi aldin ,majmu’a fatawa ibn e taimia Minhaj alsnah 7/273 Mtb’ amiria ,Mṣr,1326AH

28. دیلمی، أبو شجاع شیرویہ بن شھردار بن شیرویہ الدیلمي الھمذانی، الفردوس بمأثور الخطاب، 578/3، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، سنۃ النشر ۱۴۰۶ھ

Dailmi ,abu Shja’ shervaih bin Sherdar bin Shervaih alhamdhani,, alfirdos bim’thor alkhitab,3/578,Dar ul kutub al’lmia,Barut,Lbnan,1406AH

29. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب الأدب، باب في التشدید في الکذب، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

ÉAbu Dawōd Salmān bin Asha ͑at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ͑,1998), Hadīth:4418, 2:213

30. احمد بن محمد، ابن حنبل، الامام، **الفتح الربانی مسند الامام احمد**، دارالشھاب القاھرہ۔ مصر

Aḥmad bin Muḥammad ibn e Ḥambal , alimam, alfataḥ alrabani musnad alImam Aḥmad,Dar alshab , Cairo,Egypt

31. القرآن، 11:49

Al- Qurān,49:11

32. عمادالدین، حافظ تفسیرابن کثیر، 376/7، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2013ء

Hamad al Din, Hāfiz, Tafsir Ibn Kaseheer, Maktab-e-Islamia Lahore, 2013.

33. بیهقی، ابو بکر أحمد بن حسین، شعب الإیمان، 310/5 مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض الطبعة الأولی ۱۴۲۳ھ

Bīhqī,abu bakar ,Aḥmad bin Ḥusaīn, sha'bul aīman 5/310, Maktaba alrushd lilnashar wal tvzī',alriaż , 1423AH

34. مسلم الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الجامع الصحیح، دارالاسلام ریاض، 1429ھ

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

35. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب الأدب, باب من یأخذ الشيء علي المزاح، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha'at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa',1998), Hadīth:4418, 2:213

36. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب الأدب, باب لا یأخذن أحدكم متاع أخیه، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha'at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa',1998), Hadīth:4418, 2:213

37. الغزالی، ابوحامد، احیاء العلوم الدین، 129/3, مترجم مولانا محمد احسن تانوتوی، مکتبہ رحمانیہ، علی اعجاز پرنٹرز، لاہور، س، ن

Al.Ghazali , Abu Ḥamid, Aḥya'uloom aldeen ,3/129, Mtarjim Mvlana Muḥammad aḥsan nanvtvī , Maktaba Raḥmanīa,Ali a'jaz printers,Lahore

38. محمد بن عیسی ترمذی، الجامع ترمذي: کتاب الزهد باب في من تكلم بكلمة ليضحك الناس، رقم: 3407، الناشر دار احياء التراث العربي، 1965

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi', Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat un Nisā'(Damishq: Ahyā' Turāth ul A'rabiyya, 1965), Hadīth:3033, 2:438

39. محمد بن عیسی ترمذی، الجامع ترمذي: کتاب الزهد باب من اتقى المحارم، رقم: 2205، الناشر دار احياء التراث العربي، 1965

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi', Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat un Nisā'(Damishq: Ahyā' Turāth ul A'rabiyya, 1965), Hadīth:3033, 2:438

40. محمد بن عیسی ترمذی، شمائل ترمذی، جلد اول، حضور ﷺ کی سیرت کا بیان، رقم: 324 **دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی**

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi', Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat un Nisā'(Damishq: Ahyā' Turāth ul A'rabiyya, 1965), Hadīth:3033, 2:438

41. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب الأدب, باب في تنزيل الناس منازلهم، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha῾at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa῾,1998), Hadīth:4418, 2:213

42. رواہ مسلم: کتاب البر والصلة والآداب, باب تحریم الغیبة

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

43. القرآن، 3:23

Al- Qurān,23:3

44. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب اللباس, باب في لبس الشھرة، ریاض دار الاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha῾at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa῾,1998), Hadīth:4418, 2:213

45. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، ریاض دار الاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha῾at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa῾,1998), Hadīth:4418, 2:213

46. مسلم الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الجامع الصحیح، کتاب ا لنکاح، دار الاسلام ریاض، 1429ھ

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

47. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، کتاب الادب، باب فی الغنا، ریاض دار الاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha῾at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa῾,1998), Hadīth:4418, 2:213

48. القرآن، 59:33

Al- Qurān,33:59

49. القرآن، 34:4

Al- Qurān,4:34

50. القرآن، 33:33

Al- Qurān,33:33

51. طبراني في الأوسط: م ، ح:2890، عن ابن عمر، سلسلة الأحاديث الصحيحة: م ، ح:2688

52. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، ریاض دار الاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha῾at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa῾,1998), Hadīth:4418, 2:213

53. القرآن، 33:33

Al- Qurān,33:33

54. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، باب: لاتدخلوابیوت النبي، رقم4795،ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ̔īl bukhārī, Al Jāmi ̔ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,2007), Hadīth:4951, 2: 347

55. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، رقم873،ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ̔īl bukhārī, Al Jāmi ̔ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,2007), Hadīth:4951, 2: 347

56. مسلم الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الجامع الصحیح، رقم:443،دارالاسلام ریاض،1429ھ

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

57. مسلم الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الجامع الصحیح، رقم:1483،دارالاسلام ریاض،1429ھ

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

58. القرآن،33:3

Al- Qurān,3:33

59. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، رقم6130،ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ̔īl bukhārī, Al Jāmi ̔ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,2007), Hadīth:4951, 2: 347

60. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، رقم2907،ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ̔īl bukhārī, Al Jāmi ̔ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,2007), Hadīth:4951, 2: 347

61. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، رقم2578،ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع،1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha ̔at, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,1998), Hadīth:4418, 2:213

62. ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب ا لنکاح، باب ترویج الثیبات، حدیث نمبر5097،ص121،ریاض دارالاسلام للناشر وتوضع2007ء

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ̔īl bukhārī, Al Jāmi ̔ul ṣahīh, Kitāb ul Fażāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ̔,2007), Hadīth:4951, 2: 347

63. محمد بن عیسی ترمذی، الجامع ترمذي رقم:3884،الناشر داراحیاء التراث العربی،1965

Muhammad bin īsa Tirimzī, Al-jāmi ʿ, Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat un Nisā’(Damishq: Ahyā’ Turāth ul A ʿrabiyya, 1965), Hadīth:3033, 2:438

64. مسلم الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الجامع الصحیح، رقم:2442، دارالاسلام ریاض، 1429ھ

Muslim,Al Hajaj bin Muslim Al Qurhari Al Nisha Pūri,Al Jammay Al Sahi, Dar us Salam Riyadh,1429 AH/2008 AD.

65. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، رقم 4898، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha ʿat, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,1998), Hadīth:4418, 2:213

66. سنن ابن ماجہ: 3280(ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، التمیمی، الدارمی، ابو حاتم، (م354ھ) **صحیح ابن حبان**، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1993م

Ibn e Maja(3280) Ibn e Ḥaban ,Muḥammad bin Ḥaban,altamīmī,aldarmī, Saḥīḥ ibn e ḥaban,Barut, 1993AD

67. قاری، ملا علی، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ ملتان

Qari,Mulla ali , Mirqat almfatīḥ Sharaḥ almaṣabīḥ, Maktaba Imdadīa, Multan

68. احمد بن حنبل، امام،، مسند احمد بن حنبل، رقم: 26866 دارالشہاب القاہرہ، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۱ھ

Aḥmad bin Muḥammad ibn e Ḥambal , alimam, alfataḥ alrabani musnad alImam Aḥmad,Dar alshab , Cairo,Egypt

69. ابن سعد، الطبقات الکبری، مترجم عبداللہ العمادی، جامعہ عثمانیہ، دکن 1944ء

Ibn e S’ad , alṭabqat alkubra ,A’bdullah ala’madī , jama’a uthmania, Dakan 1944AD

70. ابوداؤد سلیمان بن اشعج، السنن کتاب الداؤد، رقم 259، ریاض دارالاسلام للنشر والتوضع، 1998ء

Abu Dawōd Salmān bin Asha ʿat, Al-Sunan, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,1998), Hadīth:4418, 2:213

71. مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر 36، کتب قومی منزل لاہور

Mujadid alif thani ,Maktubat Rabani ,Maktub no 36, kutub qumi manzil ,Lahore

2- علامہ ابن قیمؒ، بدائع الفوائد

3- ابن منظور، لسان العرب، ج2، ص541

4- بخاری، کتاب المغازی، باب ۱۲، رقم ۴۰۰۱

5 - القرآن الکریم، یونس:58

6 - القرآن الکریم، آل عمران:170

7 - الجامع الصغير لجلال الدين السيوطي(18/3)، مسند الشهاب: باب من يزرع خيرا يحصد رغبة

8 - بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب من يعوذ من الجبن

9- القرآن الکریم، النساء:142

10 - بخاري:كتاب الجهاد و السير،باب من يعوذ من الجبن

11- ترمذي:كتاب الزهد باب في من تكلم بكلمة ليضحك الناس

12 - القرآن الکریم، الحجرات:11

13- البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، امام صحیح بخاری، باب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالوَلِيمَةِ، حدیث نمبر:5147

14- عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج9، ص167

15 - شمائل ترمذی۔ جلد اول، حضور ﷺ کی سیرت کا بیان، حدیث 227 حضورِ اقدس ﷺ کے مزاح اور دل لگی کے بیان میں

16 - القرآن الکریم، الواقعة—36/35

17 شمائل ترمذی۔ جلد اول، حضور ﷺ کی سیرت کا بیان، حدیث 31، حضور اقدس ﷺ کے بالوں میں کنگھا کرنے کا بیان۔

18 شمائل ترمذی۔ جلد اول۔ حضور ﷺ کی سیرت کا بیان، حدیث 165، حضورِ اقدس ﷺ کے سالن کا ذکر

19 بخاری، رقم ۹۰۷

20- المعجم الکبیر، رقم ۵۵۸

21- ابن ماجہ، رقم ۱۹۰۰

22- ابن حبان، رقم ۵۸۷۵

23- السیرة الحلبية ۲۳۵/۲

24- ابن ماجہ، رقم ۱۸۹۹

25- بخاری، رقم ۵۸۵۷

26- ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۱۶/۵

27- القرآن الکریم، التوبة—65

28- مجموع الفتاویٰ: 273/7:

29- الحلیة لأبي نعیم: 96/4، والفردوس، للدیلمي و3/578:

30- ابوداؤد: کتاب الأدب، باب في التشدید في الکذب

31- امام احمد، مسند احمد :

32- القرآن الکریم، الحجرات—11

33- تفسیر ابن کثیر: 376/7

34- شعب الایمان للبیھقی 310/5

35- صحیح مسلم: کتاب البر والصلة, باب تحریم الظلم...

36- رواہ ابوداؤد: کتاب الأدب, باب من یأخذ الشيء علي المزاح

37- رواہ ابوداؤد: کتاب الأدب, باب لا یأخذن أحدکم متاع أخیہ....

38- احیاء علوم الدین للغزالی 129/3

39- ترمذي: کتاب الزھد باب في من تکلم بکلمة لیضحک الناس

40- ترمذي: کتاب الزھد، باب من اتقی المحارم

41- شمائل ترمذی، باب سیرت طیبہ، حدیث: 324

42- رواہ أبوداود: کتاب الأدب, باب في تنزیل الناس منازلھم

43- رواہ مسلم: کتاب البر والصلة والآداب, باب تحریم الغیبة

44- القرآن الکریم، المؤمنون—3

45- سنن الدارمی: کتاب الجهاد، باب في فضل الرمی.

46- ابوداؤد: کتاب اللباس، باب في لبس الشھرة

47- سنن ابی داؤد

48- مسلم، کتاب النکاح

49- سنن ابوداود: کتاب الادب، باب فی الغنا

50- الأحزاب:59

51- القرآن الکریم،النساء،4

52- القرآن الکریم،النساء،4

53- طبراني في الأوسط: م ،ح:2890، عن ابن عمر، سلسلة الأحاديث الصحيحة: م ،ح:2688

54- سنن ابوداود:567

55- سورۃ الأحزاب—آیت نمبر33

56- صحیح بخاري،التفسیر، باب قوله : لاتدخلوابیوت النبي۔۔:4795

57- صحیح بخاری حدیث نمبر:873

58- صحیح مسلم حدیث نمبر(443

59- صحیح مسلم حدیث نمبر(1483

60- سورۃ الأحزاب—آیت نمبر33

61- صحیح بخاری، حدیث نمبر-6130

62- صحیح بخاری، حدیث نمبر-2907

63- سنن ابوداؤد حدیث نمبر_2578

64- بخاری، کتاب ا لنکاح، باب تزویج الثیبات، حدیث نمبر5097، ص121

65- سنن ترمذی:3884

66- صحیح مسلم:2442

67- سنن ابی داؤد:4898

68- سنن ابن ماجہ:3280

69- مرقاۃ المفاتیح۔ ملخصاً

70- مسند احمد:26866

71- الطبقات الکبری لابن سعد

72- سنن ابی داؤد:259

73- مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر36